بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَمِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ وَاِخۡوَانِہِمۡ وَاجۡتَبَیۡنٰہُمۡ وَھَدَیۡنٰہُمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَلَوۡ اَشۡرَکُوۡا لَحَبِطَ عَنۡھُمۡ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحُکۡمَ وَالنُّبُوَّۃَ ۔۔۔ (الانعام۔۸۸،۸۹،۹۰)

اور اُنکے آباؤ اجداد میں سے اور اُنکی نسلوں میں سے اور اُنکی بھائیوں میں سے اور ہم نے اُنہیں چن لیا اور صراطِ مستقیم کی طرف اُنہیں ہدایت دی۔ یہ ہے اللہ کی ہدایت اِس کیساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور اگر وہ شرک کر بیٹھتے تو اُنکے وہ اعمال ضائع ہوجاتے جو وہ کرتے رہے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی ۔۔۔

# اُمت محمدیہ میں نبوت کی حقیقت

((عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب کے چند سوالوں کے جوابات))

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔ آپکے چند سوالات ہیں اور آپ نے یہ خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ خاکسار آپکے سوالوں کے جوابات لکھ کر آپ کو ارسال کرے۔ آپکے سوالاتِ ثلاثہ میں سے پہلا سوال چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کے متعلق ہے۔ لہٰذا حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت پر کچھ عرض کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ خاکسار قرآن کریم کی روشنی میں نبوت کی حقیقت پر کچھ روشنی ڈالے۔ ازاں بعد پھر حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام و مرتبہ کے متعلق بات کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب کی آیت ۴۱ میں فرماتا ہے۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۔ محمد (ﷺ) تمہارے جوان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

واضح رہے کہ خاتم النبیین کی اصطلاح ذو معانی ہے۔ عام فہم لوگوں کے نزدیک تو خاتم النبیین یا نبیوں کا خاتم سے مراد ہے کہ نبیوں کو ختم کرنیوالا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ واقعی نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنیوالے تھے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کا ٹائٹل عنایت فرما کر بنی نوع انسان کیلئے اپنی نبوی نعمت کا اختتام فرمادیا ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو بطور نبی مبعوث نہیں فرمائے گا؟ آئیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ خاتم النبیین کے عمومی معانی یعنی ''نبیوں کو ختم کرنیوالا'' کے سلسلہ میں قرآن کریم کیا اِرشاد فرماتا ہے؟ خاتم النبیین کے اِن معانی کی کیا قرآن کریم تصدیق فرماتا ہے یا کہ تکذیب؟ واضح رہے کہ میرے علم اور تحقیق کے مطابق قرآن کریم خاتم النبیین کے عمومی معانی یعنی ''نبیوں کو ختم کرنیوالا'' کی ہرگز تائید نہیں فرماتا بلکہ اِن معانی کو بڑے واضح رنگ میں جھٹلا دیتا ہے۔ اس حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے آئیں ہم قرآن کریم کی چند سورتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ واضح رہے کہ آیت خاتم النبیین نبوت کے اٹھارویں سال یعنی ۵ ہجری میں مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ الانعام یہ دونوں سورتیں آیت خاتم النبیین سے پہلے مکی دور میں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوچکی تھیں۔ سورۃ فاتحہ تو مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں شامل ہے۔

[۱] پہلے ہم سورۃ فاتحہ کی آیات نمبر ۶ اور ۷ کا جائزہ لیتے ہیں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ★

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ★" (الفاتحہ:۶۔۷) ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دے۔اُن لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تو نے انعام کیا۔جن پر نہ تو (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت مانگنے کیلئے فرمایا ہے۔اور اگلی آیت نمبر ے میں صراط مستقیم کی وضاحت فرمادی کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا تھا۔اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ نہ کہ ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب بھڑکا اور وہ جو گمراہ ہو گئے۔آیت نمبر ے میں اللہ تعالیٰ نے سیدھے راستے کے سلسلہ میں اتنی وضاحت تو فرمادی کہ یہ منعم علیہ کا راستہ ہے لیکن یہاں یعنی سورۃ فاتحہ میں اسکی وضاحت نہیں ہے کہ یہ منعم علیہ کون لوگ ہیں؟ اِسکی وضاحت اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۰ میں اس طرح فرماتا ہے۔وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ★ (اَلنساء۔۷۰،۷۱) ترجمہ۔اور جو اللہ اور اس رسول (یعنی محمد ﷺ) کی اطاعت کرینگے وہ ان لوگوں کیساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی اَنبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ سب اُمور کو بہتر جانتا ہے۔

بعض لوگ اِس آیت میں یہ شبہ پیدا کر دیتے ہیں کہ لفظ "مَع" کے معنیٰ "ساتھ" کے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی میں کوئی انسان صرف اَنبیاء کیساتھ ہوسکتا ہے لیکن اُن میں شامل نہیں ہوسکتا یعنی نبی نہیں ہوسکتا۔یہ شبہ بالکل غلط ہے اور دراصل کلام اللہ کی معنوی تحریف ہے۔اِسکی درج ذیل دو وجوہات ہیں۔

(پہلی وجہ)۔اگر کوئی شخص اس آیت میں لفظ "مَع" کے معنیٰ "ساتھ" کر کے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول ﷺ کی پیروی میں صرف اَنبیاء کیساتھ ہوسکتا ہے لیکن نبی نہیں ہوسکتا تو پھر آیت مرقومہ بالا کے یہ معانی کرنے پڑیں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول ﷺ کی پیروی میں کوئی بھی انسان نہ صرف یہ کہ نبی نہیں ہوسکتا بلکہ وہ صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں ہو سکتا لیکن اِن سب کیساتھ ہوسکتا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُمت محمد یہ نعوذ باللہ کیا اتنی بدنصیب اُمت ہے کہ اس میں کوئی انسان صالح بھی نہیں ہوسکتا۔یہ معانی یقیناً غلط ہیں اور عقل سلیم اِن معانی کو ردّ کرتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں کروڑوں انسان صالح ہوگزرے ہیں۔اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تو بذاتِ خود آنحضرت ﷺ نے صدیق قرار دیا تھا۔اب سوال ہے کہ جس مقدس اور مطہر وجود پر قرآن کریم نازل ہوا تھا آپکا حضرت ابوبکرؓ کو صدیق قرار دینا کیا غلط تھا؟ جواباً گذارش ہے کہ ہرگز غلط نہیں تھا۔اور پھر جب کوئی اُمتی اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول ﷺ کی پیروی میں صدیق، شہید اور صالح ہوسکتا ہے تو پھر بلاشبہ اس آیت کے مطابق وہ نبی بھی ہوسکتا ہے۔اُفسوس اِن لوگوں پر جو تعصب میں اِتنے اندھے ہو گئے ہیں کہ ایک برگزیدہ اُمتی نبی کی مخالفت میں کلام اللہ کے معانی بگاڑنے سے بھی باز نہ آئے۔

(دوسری وجہ)۔اللہ تعالیٰ نے لفظ "مَع" کا استعمال اپنے کلام (قرآن) میں بمعنی "مِنْ" یعنی "میں" بھی فرمایا ہوا ہے۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔(سورۃ ال عمران۔۱۹۴) یعنی اے اللہ ہمیں اَبرار کیساتھ موت دے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اِسکے معانی یہ ہیں کہ اے اللہ ہمیں اَبرار کے ساتھ شامل کر کے موت دینا۔یہ معانی کوئی نہیں کرتا اور نہ ہی یہ معانی درست ہیں کہ اے اللہ جس دن کوئی نیک آدمی مرے اُس دن اُسکے ساتھ ہمیں بھی مار دینا۔قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر بھی لفظ "مَعَ" بمعنی "مِنْ" استعمال ہوا ہے۔لیکن سر دست ایک ہی مثال کافی ہے کیونکہ۔۔۔ ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی آیت نمبر ۷ میں "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" فرما کر آگے سورۃ النساء کی آیت ۷۰ کی طرح یہ نہیں فرمایا ہے کہ "مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ" بلکہ یہ وضاحت اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی مذکورہ آیت میں فرمائی ہے۔اور یہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے مطابق ہے کہ وہ اپنے کلام کو معنوی تحریف سے بچانے کیلئے کسی آیت کی تفسیر کسی دوسری جگہ پر فرما دیتا ہے۔جیسا کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ اسی ضمن میں فرماتے ہیں۔

"اِس طرح قرآن کریم میں اللہ جلشانہٗ کی یہی سنت جاری ہے کہ بعض مقامات قرآن اُسکے بعض آخر کیلئے بطور تفسیر ہیں تا کہ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کو خیانت کرنے والوں کی تحریف سے بچاوے۔" (نور الحق۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۱۶۹)

لہٰذا اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی آیت نمبر ۶ میں یہ جو ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت مانگنے کیلئے فرمایا ہے۔اس سے مراد منعم علیہ کا راستہ ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کا۔سورۃ فاتحہ اور سورۃ النساء کی مذکورہ آیات سے یہ بات کلی طور پر ثابت ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آپ نبیوں کے خاتم اس رنگ میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بنی نوع انسان کیلئے اپنی نبوی نعمت کا اختتام فرما دیا ہے اور یہ کہ اب آپ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو بطور نبی مبعوث نہیں فرمائے گا؟ اگر لفظ خاتم النبیین کے ہم ایسے معانی کریں گے تو پھر لامحالہ ہمیں سورۃ فاتحہ اور النساء کی مذکورہ آیات کی نعوذ باللہ تکذیب کرنی پڑے گی جس کے متعلق ایک مومن اور مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔

[۲] اب ہم آتے ہیں سورۃ الانعام کی طرف اور اِسکی آیات ۸۵ تا ۹۱ کا جائزہ لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۙ" (سورۃ الانعام: ۸۵ تا ۹۱)

ترجمہ۔اوراس (ابراہیمؑ) کوہم نے اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔سب کوہم نے ہدایت دی۔اورنوح کوہم نے اِس سے پہلے ہدایت دی تھی اور اِس (ابراہیمؑ) کی ذریّت میں سے داؤدکواورسلیمان کواورایّوب کواور یوسف کواورموسیٰ کواور ہارون کوبھی۔اوراسی طرح ہم احسان کرنے والوں کوجزا عطا کیا کرتے ہیں۔اورزکریا اوریحییٰ اورعیسیٰ اورالیاس (کوبھی)۔یہ سب کے سب صالحین میں سے تھے۔اور اِسماعیل کواورالیسع کواور یونس کواورلوط کوبھی۔اور اِن سب کوہم نے تمام جہانوں پرفضیلت بخشی۔اوراُنکے آباؤاجداد میں سے اوراُنکی نسلوں میں سے اوراُن کے بھائیوں میں سے (بھی بعض کوفضیلت بخشی) اوراُنہیں ہم نے چن لیااورصراط مستقیم کی طرف اُنہیں ہدایت دی۔یہ ہے اللہ کی ہدایت جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی فرماتا ہے۔اوراگروہ شرک کربیٹھتے تواُنکے وہ اعمال ضائع ہوجاتے جووہ کرتے رہے۔یہ وہ لوگ تھے جن کوہم نے کتاب اورحکمت اورنبوت عطا کی۔پس اگر یہ لوگ اِس کاانکارکردیں توہم یہ ایک ایسی قوم کے سپردکردیں گے جو ہرگز اِسکے منکرنہیں ہونگے۔یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی۔پس اِنکی (اُس) ہدایت کی پیروی کر (جواللہ ہی نے عطا کی تھی)۔تو کہہ دے کہ میں تم سے اس کا کوئی اَجرنہیں مانگتا۔یہ توتمام جہانوں کیلئے نصیحت ہے۔

سورۃ الانعام کی ان آیات سے بھی چندنتائج اَخذ ہوتے ہیں جوکہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اِن آیات میں ایک دوکی بجائے سترہ (۱۷) پاک اورمقدس وجودوں کاذکرکیا گیاہے جوکہ اپنے اپنے وقت کے برگزیدہ نبی تھے۔

(۲) اِن سب کواللہ تعالیٰ نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت بخشی تھی۔بالفاظ دیگر یہ سارے اپنے اپنے وقت کےصراطِ مستقیم کی طرف ہدایت یافتہ بزرگ تھے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے کر اِن بزرگوں میں سے بعض کوصاحب کتاب نبی بنایا تھامثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اوربعض کوصاحب حکمت نبی بنایا تھامثلاً حضرت ذکریااورحضرت یحییٰ علیہم السلام۔وغیرہ

(۴) اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں اس سوال کا جواب بھی فراہم کردیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے سے کیامراد ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ وضاحت فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے چنیدہ بندوں میں سے بعض کوسیدھے راستے کی طرف ہدایت بخش کراُنہیں اپنے نبوی انعام سے سرفراز فرمادیتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے آیت ۹۱ میں اپنے برگزیدہ بندے حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کومخاطب کرکے فرمایا ہے کہ توبھی ماضی کے اِن ہدایت یافتہ وجودوں کی پیروی کر۔اب سوال ہے کہ ہدایت کی پیروی کرنے میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کراورکون وجود ہوسکتا ہے؟اور پھر آنحضرت ﷺ نے ماضی کے اِن ہدایت یافتہ بزرگوں (آیات مذکورہ میں بیان فرمائے گئے سترہ (۱۷) بزرگ) کی پیروی کرکے کیا نبوت کی نعمت نہیں پائی تھی؟؟

عزیزم۔اب سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام کی مذکورہ آیات میں فرمادیا ہے کہ اُس نے پہلے زمانوں میں اپنے بعض چنیدہ بندوں کوصراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عنایت فرماکراُنہیں نبی بنایا تھاتواب جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اُمت محمدیہ کوسیدھے راستے کی

طرف ہدایت مانگنے کی دعا سکھائی ہے تو پھر وہ ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کیوں نہیں بخشے گا؟ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ میں سے اپنے بعض چنیدہ بندوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت بخش کر پہلے لوگوں کی طرح اُنہیں نبی کیوں نہیں بنائے گا؟؟

اگر اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں کسی کو نبی نہ بنانا ہوتا یا سیدھے راستے کی طرف ہدایت نہ بخشنی ہوتی تو پھر وہ ہمیں سورۃ فاتحہ میں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی دعا ہی نہ سکھاتا۔ لہٰذا خاتم النبیین کی اصطلاح کے یہ معانی ہرگز نہیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کو ختم کرنیوالے تھے کیونکہ یہ معانی تو آپ ﷺ کی شان کے ہی خلاف ہیں۔ بعض لوگ تو یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ اگر خاتم النبیین سے یہ مراد لیا جائے کہ نبیوں کو ختم کرنیوالا تو پھر نبیوں کو ختم کرنیوالا خود نبی کیسے ہوگیا؟ نبوی انعام کو بند کرنیوالا بذات خود ہرگز نبی نہیں ہوسکتا۔

اُمت محمدیہ میں بعض لوگ اپنی ناسمجھی اور کم علمی کی وجہ سے خاتم النبیین کے معانی نبیوں کو ختم کرنیوالا کر کے اِنہیں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہم کو مثالیں دے دے کر ہمیں نبوی نعمت کی بشارت دے رہا ہے اور ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے یہ انعام اپنے اوپر بند کرتے پھر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی مذکورہ بالا قطعی آیات کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو نبوی انعام سے محروم فرما دیا ہے؟ اپنے طور پر اگر کوئی اس نبوی انعام کو بند کرنا چاہتا ہے تو وہ سو دفعہ بند کرتا پھرے لیکن امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوی انعام سے اُمت محمدیہ کو محروم نہیں فرمایا ہے بلکہ اس کا وعدہ اور بشارت فرمائی ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ خاتم النبیین کی اصطلاح نبیوں کے سردار کے مفہوم میں استعمال ہوئی ہے یعنی اِن معنوں میں کہ نبوت کے تمام کمالات آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئے۔

[۳] ''اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ۔'' (الحج۔۷۶) اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے بعض افراد کو بطورِ رسول چُن لیتا ہے۔ اللہ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت سے پہلے آنحضرت ﷺ کے مخاطبین کا ذکر ہے نہ کہ پہلی اُمتوں کے افراد کا ذکر۔ اُمت محمدیہ میں اگر آیت ''خاتم النبیین'' سے مراد نبوت و رسالت کا مطلق خاتمہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرشتوں کیساتھ انسانوں کے بطور رسول مُنتخب کرنے کا ذکر کیوں فرماتا؟ یہ آیت بھی اِس پر دال ہے کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ نبوت میں بھی بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ اُمتِ محمدیہ میں سے بعض افراد کا بطورِ رسول انتخاب فرماتا رہے گا۔ ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

[۴] ''رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ''

(مومن۔۱۶) (وہ) اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے۔ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل فرماتا ہے تاکہ وہ (بندہ خدا کی) ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

آیت خاتم النبیین کے باوجود اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اپنی ملاقات کے دن سے ڈرانے کیلئے اپنے بندوں پر اپنا کلام نازل فرمانا کیا اَنبیاو رُسل کے سلسلہ جاریہ کی خبر نہیں دیتا ہے؟ اِسی طرح سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

[۵] ”یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔“ (اعراف:۳۶) اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں اُن کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس آیت میں نصیحت نہیں فرمائی کہ اے اَبنائے آدم! جب میں تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجوں تو تم کسی بھی رسول کا اِنکار نہ کرنا؟ بعض لوگ اِس آیتِ کریمہ کو سورۃ البقرہ میں بیان فرمودہ قصہ آدمؑ سے ملا کر غلط طور پر اُس کی آیت نمبر ۳۹ سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت (سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶) میں متذکرہ اُولادِ آدمؑ سے مراد نزولِ قرآن سے پہلے کی اُولادِ آدم ہے نہ کہ مراد نزول قرآن کے بعد کی یعنی موجودہ اُولادِ آدمؑ۔ خاکسار یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳۹ میں بھی قیامت تک کیلئے اولادِ آدم مخاطب ہے اور سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں بھی قیامت تک کی اولادِ آدم مخاطب ہے۔ اگر سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں متذکرہ اولادِ آدمؑ سے نزولِ قرآن سے پہلے کی اولادِ آدم مراد لی جائے تو ایسے اِستدلال کو تو بذاتِ خود قرآن کریم ہی غلط ٹھہراتا ہے۔ مثال کے طور پر اِسی آیت نمبر ۳۶ سے پہلے کی دو آیات نمبر ۲۷ اور ۲۸ کو لیتے ہیں۔

”یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ۝ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا سَوۡاٰتِہِمَا ؕ اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝“ (الاعراف:۲۷۔۲۸) ترجمہ۔ اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے ایک ایسا لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری چھپانے والی جگہوں کو چھپاتا ہے اور زینت ہے اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کے احکام سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اے آدم کے بیٹو! شیطان تم کو بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکالا تھا، اِن دونوں سے اِن کا لباس اُس نے چھین لیا تھا تاکہ ان پر اِن کی چھپانے والی چیزیں ظاہر کردے وہ اور اِس کا قبیلہ تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم اِن کو نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطانوں کو کافروں کا دوست بنایا ہے۔

ان متذکرہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو جو احکامات دیئے ہیں اور جو جو نصائح کیں ہیں، کیا یہ نصائح اور احکامات صرف نزولِ قرآن سے پہلے والی اولادِ آدم کیلئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ ایک عام آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ احکامات اور نصائح نزول قرآن کے بعد قیامت تک ہر زمانے کی اولاد آدم کیلئے ہیں۔ وہ اولاد آدم جو نزول قرآن سے پہلے فوت ہوچکی ہے وہ اِن آیات میں مخاطب کیسے ہوسکتی ہے؟ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی اولاد آدم کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہے اِس سے مراد نزول قرآن کے بعد ہر زمانے کی اولاد آدم ہے۔ جب سورۃ اعراف کی اِن آیات (۲۷۔۲۸) میں نزول قرآن کے بعد کی ہر زمانے کی اولاد آدم مخاطب ہے تو پھر اِسی سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں نزول قرآن کے بعد کی ہر زمانے کی اولاد آدم مراد کیوں نہیں ہوسکتی؟ مزید برآں چونکہ آنحضرت ﷺ سے پہلے

اَنبیاء علیہم السلام کو اپنے زمانوں میں جو خاص تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی تھی وہ چونکہ قرآن پاک میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے ۔اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پاک کی عمومی تعلیم کی مخاطب ہر زمانے کی اولاد آدم ہے۔لہٰذا اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں بطور خاص نزول قرآن کے بعد کی اولادِ آدم مخاطب ہے اور اُنہی کیلئے یہ نصیحت ہے کہ اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں اُن کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یعنی نبیوں کا خاتم فرمایا ہے۔لیکن آپ ﷺ کا نبیوں کا خاتم ہونا کسی رنگ میں بھی ختم نبوت کے مفہوم میں نہیں ہے۔ بلکہ اس مفہوم میں ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت کے سارے کمالات ختم ہوگئے ہیں۔۔۔ ؎ اَندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

## (۱)۔۔کیا حضرت مرزا غلام احمد امام مہدی و مسیح موعودؑ نبی اور رسول تھے؟؟؟

عزیزم محترم۔آپکے سوالاتِ ثلاثہ میں سے پہلا سوال حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کے بارے میں ہے۔آپ اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

(1)The belief that Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad was actually a Nabi;???

سوال نمبر ا۔۔۔یہ عقیدہ کہ کیا حضرت مرزا غلام احمدؑ ایک حقیقی نبی تھے؟؟؟

الجواب۔۔۔عزیزم محترم۔آپکے سوال کے ضمن میں جواباً گذارش ہے کہ اس وقت دنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں ہم سب آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔اگرچہ ہم سب نے نہ آنحضرت ﷺ کو بنفس نفیس دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے مبارک منہ سے یہ سنا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔لیکن اسکے باوجود ہم سب کا پختہ ایمان اور یقین ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔اب سوال ہے کہ ہم سب کس ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت پر ایمان لائے یا اس حق الیقین پر ہم کس طرح پہنچے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے یا آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت کیلئے ہمارے پاس کیا دلیل ہے؟؟

خاکسار جواباً عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب آنحضرت ﷺ کے الہامی کلام یعنی قرآن کریم میں آپ ﷺ کو تیرہ (۱۳) دفعہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اور دو (۲) دفعہ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ کہہ کر پکارا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال میں فرماتا ہے۔

(۱)یَا أَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (انفال۔۶۵) اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور اُن کو بھی جو مومنوں میں سے تیری پیروی کریں۔

(۲)یَا أَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكَافِرِیْنَ (المائدہ۔۶۸) اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف نازل کیا

گیا ہے۔اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے اُسکے پیغام کو نہیں پہنچایا۔اور اللہ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

واضح رہے کہ جب ہم ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ صادق تھے اور آپ ﷺ پر جو الہامی کلام نازل ہوا تھا یعنی قرآن کریم وہ بھی اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامی کلام میں آنحضرت ﷺ کو کئی دفعہ نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے تو پھر ہمیں آنحضرت ﷺ کے نبی اور رسول ہونے یا آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت پر کوئی شک نہیں رہتا اور نہ ہی رہنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ کے الہامی کلام میں آپ ﷺ کو بار بار نبی اور رسول کہہ کر پکارنا ہی ہمارے پاس آنحضرت ﷺ کے نبی اور رسول ہونے کی ایک قطعی اور محکم دلیل ہے۔اب یہ جاننے کیلئے کہ آیا امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول تھے یا کہ نہیں ہم آنحضرت ﷺ کے الہامی کلام کی طرح آپکے اِلہامی کلام کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبی اور رسول کے نام سے پکارا ہے؟؟اس ضمن میں جواباً گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحبؑ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

(1)۔۔اللہ تعالیٰ کی وحی والہام میں نبی اور رسول۔۔۔اللہ تعالیٰ اپنی پاک وحی میں حضرت مرزا صاحبؑ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

(۱)۸رفروری ۱۹۰۶ء۔یَانَبِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَآ اَعْرِفُکَ (تذکرہ صفحہ ۵۰۷۔الحکم جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۰رفروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱) (زمین کہتی ہے) اے نبی اللہ! میں تم کو نہیں پہچانتی تھی۔

(۲)۱۹۰۷ء۔یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔(تذکرہ صفحہ ۶۳۱۔الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱ مورخہ ۲رجنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳) اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔

اسی طرح رسالت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحبؑ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

(۱)۱۹۰۳ء۔یَآ اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلاً۔(تذکرہ صفحہ ۴۰۵۔تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵، ۴۶) اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔

(۲)ستمبر ۱۹۰۴ء۔اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ فَقَطْ۔(تذکرہ صفحہ ۷۴۳۔الحکم جلد ۸ نمبر ۳۳ مورخہ ۳۰رستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۷) میں اپنے رسول کیساتھ ہوں اور بس۔

عزیزم محترم۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامی کلام میں حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے۔جہاں تک حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی وحی والہام کی حقانیت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں آپ اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

(۱)آں چہ من بِشنَوم ، زِ وَحی خُدا  بخُدا پاک دَانَمش ، زِ خطا

جو کچھ خدا کی وحی سے میں سنتا ہوں۔خدا کی قسم میں اُسے غلطی سے پاک سمجھتا ہوں

(۲)ہمچو قرآن ، منزّہ اَش دانم  اَز خطا ہا ، ہمیں ست اِیمانم

میں اُسے قرآن کی طرح غلطیوں سے پاک جانتا ہوں۔اور یہی میرا ایمان ہے

(۳)بخدا ، ہست ایں کلامِ مجید  از دہانِ خدائے و مجید

خدا کی قسم یہ خدا کا کلام ہے۔اور وہ خدائے قدوس اور واحد کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔

(۴) آں یقینے کہ بود عیسیٰ را  بر کلامے ، کہ شُد برُو القا

وہ یقین جو عیسیٰؑ کو اُس کلام پر تھا۔جو اُس پر نازل ہوا۔

(۵) واں یقینِ کلیم بر تَورات  واں یقین ہائے سَیِّدُ السَّاداتؐ

اور وہ یقین جو موسیٰؑ کو تورات پر تھا۔اور وہ یقین جو سیّد المرسلین کو حاصل تھا۔

(۶)کم نَیم،زاں ہمہ برُوئے یقین  ہرکہ گوید دروغ ، ہست لعیں

میں یقین کے معاملہ میں اُن میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔جو جھوٹ بولتا ہے وہ لعنتی ہے۔

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔اب جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو آپکے الہامی کلام یعنی قرآن کریم میں آپ ﷺ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارنا ہی ہمارے لیے آنحضرت ﷺ کے نبی اور رسول ہونے کیلئے قطعی اور ایک محکم دلیل ہے۔جہاں تک حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی وحی و الہام کا تعلق ہے تو آپکو اپنی وحی اور اپنے الہام کی حقانیت کے سلسلہ میں اتنا ہی یقین تھا جتنا کہ آپؑ کو قرآنی وحی و الہام پر یقین تھا۔لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامی کلام میں آپؑ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے تو پھر آپکے الہامی کلام میں اللہ تعالیٰ کا آپؑ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارنا ہی آپکے نبی اور رسول ہونے کیلئے کیا ہمارے پاس ایک قطعی اور ایک محکم دلیل نہیں ہونی چاہیے؟؟ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان حضرت مرزا صاحبؑ کا مومن ہے اور وہ آپکے الہامی کلام کو بھی سچا جانتا ہے تو پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے الہامی کلام میں آپ علیہ السلام کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے تو پھر حضورؑ کے مومن کو تو آپکی نبوت اور رسالت پر کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہیے۔اگر کوئی انسان حضرت مرزا صاحبؑ کا مومن بھی ہے اور آپکی وحی و الہام کو نظر انداز کرتے ہوئے آپ کو نبی اور رسول ماننے کیلئے بھی تیار نہیں ہے۔تو پھر عزیزم۔ایسے انسان کو حضرت مرزا صاحبؑ پر اپنے ایمان کی پڑتال کرنی چاہیے کہ آیا وہ حضرت مرزا صاحب کا مومن ہے بھی یا کہ نہیں؟ کیا حضرت مرزا صاحبؑ پر اُسکے ایمان کا کہیں وہی حال تو نہیں جیسا کہ مرزا غالب نے اپنے ایک شعر میں کہا تھا۔ ؎

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

(2)۔۔ملہم من اللہ کا نبی اور رسول ہونے کا حلفاً اقرار۔۔۔ملہم من اللہ (حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام) خود اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

(ا)''میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

(۲)''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۷۔حضورؑ کا خط ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور)

عزیزم محترم۔اللہ تعالیٰ اپنے ملہم کو واضح الفاظ میں نبی اور رسول قرار دے رہا ہے اور ملہم من اللہ خود بھی حلفاً اپنی نبوت اور رسالت کا اقرار کر رہے ہیں۔اب اگر کوئی بضد ہو کہ وہ صرف محدث تھے۔تو پھر اُسکی بات مانی جائے یا وحی الٰہی اور ملہم کے حلفاً بیان پر ایمان لایا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اس طرح کھلے کھلے طور پر نبی اور رسول قرار دیدے اور ملہم خود بھی اس کا حلفاً اقرار کرتا ہو تو پھر اِسکے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کے نبی اور رسول ہونے کی بحث تو اصل میں ویسے ہی ختم ہوجاتی ہے اور پیچھے بعض لوگوں کی ضد رہ جاتی ہے جس کا کسی کے پاس بھی کوئی علاج نہیں ہے۔

(3)۔۔ملہم کی اولیائے اُمت اور اقطابِ اُمتؒ پر بوجہ نبوت فضیلت۔۔۔اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دیگر سارے اَنبیاء علیہم السلام سے ممتاز کرنے کیلئے آپؐ کو ایک عزت کا خطاب یعنی خاتم النبیین (احزاب۔۴۱) بخشا ہے۔اب خاتم النبیین کے کیا معانی ہیں اس کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور آپکا نبی ﷺ جانتے تھے اور یا پھر اُمت میں وہ برگزیدہ اِنسان جان سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس خطاب کی حقیقت سے آگاہ فرمادے۔یہاں پر میرا آنجناب سے سوال ہے کہ کیا کوئی سچا مسلمان آنحضرت ﷺ سے آپ کا یہ عزت کا خطاب چھین کر آپؐ کو محض نبی یا رسول ثابت کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔اِسکی وجہ یہ ہے کہ سلسلہ اَنبیاء علیہم السلام میں آنحضرت ﷺ کی فضیلت اسی خطاب کی وجہ سے ہے۔کوئی نام نہاد مسلمان یا منافق تو آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ خاتم النبیین کی بجائے محض نبی یا رسول ثابت کرنے کی کوشش کرسکتا ہے لیکن سچا مسلمان ایسی کوشش کرنا تو درکنار وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔بعینہٖ آنحضرت ﷺ کے بعد آپکی اُمت میں حضرت مرزا غلام احمدؑ واحد وہ اُمتی بزرگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دیگر اَولیاء واقطاب اور محدثین اور مجددین اُمت سے ممتاز کرنے کیلئے آپ کو اُمتی نبی اور رسول ہونے کا خطاب بخشا ہے۔اِس حقیقت کے اثبات کیلئے خاکسار ذیل میں حضورؑ کے دو اقتباسات درج کرتا ہے۔آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کو جو آخری اشتہار لکھا تھا اس میں آپؑ فرماتے ہیں۔

(۱)''اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ اِن میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہوجائے۔ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد وآقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔''((مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۸۔حضورؑ کا خط محررہ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور)

(۲)''غرض اِس حصۂ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اِس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور اَبدال اور اَقطاب اِس اُمت میں سے گزر چکے ہیں۔اُن کو یہ حصۂ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اُمورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں

پائی نہیں جاتی۔‘‘(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔درج بالا دونوں دلائل کیا اس حقیقت کا بیّن ثبوت نہیں ہیں کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ قطعی طور پر ایک اُمتی نبی اور رسول تھے اور اُمت محمدیہ میں سے دیگر لکھوکھا اَولیاء و اقطاب اور بزرگان میں سے کسی کو یہ مقام و مرتبہ نہیں دیا گیا ہے۔ ایسے قطعی اور بیّن دلائل کے ہوتے ہوئے اگر حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کا کوئی مومن آپؑ کو نبی کی بجائے جزوی نبی یا محدث ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو تو پھر لامحالہ دیگر احمدیوں کے ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ ایسا احمدی کیا حضورؑ کا مومن ہے بھی یا کہ نہیں؟؟؟

(4)۔۔بروزی یا ظلی نبوت کی حقیقت۔۔۔بعض لوگ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے بروزی یا ظلی نبی ہونے پر بہت زور دیتے ہیں حتیٰ کہ لگتا ہے کہ وہ حضورؑ کی نبوت کو نعوذ باللہ کم تر یا ناقص گمان کر رہے ہوتے ہیں جبکہ امر واقع یہ ہے کہ عجز و انکساری میں اپنے آپ کو بروزی اور ظلی نبی کہنے والے اس نبی نے اپنے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی اور آپکی ذات میں فنا ہو کر اللہ تعالیٰ کے وعدہ (سورۃ النساء۔۷۰) کے مطابق نہ صرف اُمتی نبوت کا انعام پایا بلکہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آپ ﷺ سے پہلے سارے اَنبیاءؑ (خواہ وہ شرعی یعنی حقیقی نبی تھے یا کہ مستقل نبی یعنی اللہ نے اُنہیں برائے راست نبی بنایا تھا) سے بھی آگے نکل گیا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں آپکے متعلق فرماتا ہے۔

(۱) جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْمُرْسَلِیْنَ۔(۱۸۹۳ء۔تذکرہ۔صفحہ ۱۹۸) خدا کا پہلوان رسولوں کے لباس میں۔

(۲) جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ۔(۱۹۰۰ء۔تذکرہ۔۲۹۶)۔خدا کا پہلوان نبیوں کے لباس میں۔

اسی ضمن میں آپ علیہ السلام حقیقۃ الوحی کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

’’اس وحی اِلٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام اَنبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحٰق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اَتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔‘‘(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

(5)۔۔محدث۔۔۔یا نبی کا لفظ کاٹا ہوا سمجھ لیں کی وضاحت۔۔حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ ’’مسئلہ نبوت‘‘ کے ضمن میں مولوی عبدالحکیم صاحب سے اپنے ایک اشتہار میں فرماتے ہیں۔۔۔’’مجھے نبوت حقیقی (تشریعی نبوت۔ناقل) کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔میرا اِس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اِن لفظوں سے ناراض ہیں اور اِن کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ اِن الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اِسکے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔۔سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اُس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔‘‘(مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۴/۳۔فروری ۱۸۹۲ء)

عزیزم محترم۔بعض معترضین حضورؑ کے درج بالا الفاظ کا ثبوت پیش کر کے کہتے ہیں کہ فروری ۱۸۹۲ء میں حضورؑ نے اپنے متعلق فرما دیا تھا کہ آپ کو نبی کی بجائے محدث سمجھا جائے تو پھر ہم کیوں نہ آپؑ کو محدث یقین کریں؟اس ضمن میں جواباً عرض ہے کہ اگر فروری ۱۸۹۲ء میں حضورؑ کی طرف سے اپنی نبوت کے سلسلہ میں دیئے گئے درج بالا بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو نبی اور رسول کے الفاظ سے نہ پکارا ہوتا اور نہ ہی آپؑ نے اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہوتے تو پھر معترضین کا یہ اعتراض بھی درست ہوتا اور ہمیں بھی حضورؑ کو ہرگز نبی اور رسول نہیں کہنا چاہیے تھا۔جبکہ امر واقع یہ ہے کہ حضورؑ نے بعد ازاں نہ صرف ببانگ دہل اپنے آپ کو نبی اور رسول لکھا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپؑ کو نبی اور رسول کا خطاب دیا ہے۔ایسی صورتحال میں فروری ۱۸۹۲ء میں لکھے گئے اشتہار نمبر ۸۷ میں مذکورہ بالا الفاظ کی حیثیت بالکل ختم ہوجاتی ہے۔فتدبر؟؟؟

(6)۔۔خدا تعالیٰ کا کہنا اور نبی کی اجتہادی تشریح وتوضیح ایک برابر نہیں ہوسکتی۔۔۔اور یہ بھی واضح رہے کہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے مامورین صرف اور صرف اس چیز کی صحت کیلئے جواب دہ ہوتے ہیں جو اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتی ہے۔وہ اپنے اجتہاد کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔جیسا کہ اس ضمن میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

(۱)''مَا حَدَّثْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ سُبْحَانَهُ فَهُوَ حَقٌّ وَمَا قُلْتُ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ نَفْسِيْ''(ترمذی۔ابواب الصلوٰۃ۔باب ماجاء فی وصف حدیث نمبر ۱۱۰ الصلوٰۃ)فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِئُ وَ أُصِيْبُ۔(نبراس شرح الشرح العقائد النسفی ۲۹۲)''یعنی جو بات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہوں وہ حق ہے مگر جو اُسکی تشریح میں اپنی طرف سے کروں اُسکے متعلق یاد رکھو کہ میں انسان ہوں۔کبھی میرا خیال درست ہوگا اور کبھی نادرست۔اسی طرح لکھا ہے:۔''إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ يَجْتَهِدُ فَيَكُوْنُ خَطَأً۔''(نبراس شرح الشرح العقائد النسفی ۲۹۲)کہ آنحضرت ﷺ کئی دفعہ اپنی وحی کی تعبیر یا تشریح اپنی طرف سے فرماتے تھے تو بعض دفعہ غلط بھی ہوتی تھی۔''(پاکٹ بک صفحہ ۵۰۷)

(۲)اسی طرح حضرت امام مہدی ومسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔۔۔''انبیاء اور ملہمین صرف وحی کی سچائی کے ذمہ دار ہوتے ہیں اپنے اجتہاد کے کذب اور خلاف واقعہ نکلنے سے وہ ماخوذ نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ اُنکی اپنی رائے ہے نہ خدا کا کلام۔''(اعجاز احمدی۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۱۵)

(۳)۔۔۔حضورؑ منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔ خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

عزیزم محترم۔مذکورہ بالا فرمودات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی والہام تو قطعی طور پر حق اور سچ ہوتا ہے لیکن وحی والہام کی تعبیر وتشریح میں بعض اوقات نبی سے اجتہادی غلطی بھی واقع ہوجاتی ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اپنی وحی والہام میں اُسے نبی اور رسول قرار دے دیتا ہے تو پھر ایسا انسان بھلے اپنی وحی الہام کی تعبیر میں اپنے آپ کو محدث قرار دیتا پھرے تب بھی وہ اس سے محدث نہیں ہوجایا کرتا بلکہ آنحضور ﷺ اور حضرت امام مہدی ومسیح موعودؑ کے بقول اللہ تعالیٰ کی وحی والہام ہی سچ ہوا کرتا ہے اور کسی صادق کے مقام ومرتبہ کے سلسلہ میں

وہی معیار ہوگا۔

(7)۔۔ انبیاء علیہم السلام علیم اور خبیر نہیں ہوتے اُنکا علم اِتنا ہی ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اُنہیں بخشتا ہے۔۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی تحریروں میں دونوں قسم کے حوالے ملتے ہیں۔ابتدائی تحریروں کے بعض حوالوں میں نہ صرف آپؑ نے اپنی نبوت سے انکار کیا بلکہ مدعی نبوت کی نسبت کافی سخت الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔مثلاً مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی وغیرہ لکھا ہے لیکن زندگی کے آخری سالوں میں آپؑ نے اپنے آپ کو کھلا کھلا نبی اور رسول بھی قرار دیا ہے۔اب سوال ہے کہ حضورؑ کی تحریروں میں کیا نعوذ باللہ یہ تضاد تھا یا کہ اس واقعہ کے پس پردہ کوئی اور راز پوشیدہ تھا۔عزیزم محترم۔امر واقع یہ ہے کہ اِن بظاہر متضاد اور متناقض نظر آنیوالی تحریروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ زمانہ میں کچھ لوگوں کے ایمان اور تقویٰ کی آزمائش منظور تھی۔ہم دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ (بظاہر متناقض تحریروں) کے نتیجہ میں بعض مومن ایمان سے محروم ہو گئے اور بعض کا ایمان دوبالا ہو گیا ہے۔حضورؑ کی بظاہر متناقض نظر آنیوالی تحریروں سے جن لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے اس عاجز کے سمجھانے کے بعد اگر وہ آج بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی اُمتی نبوت اور رسالت پر ایمان لے آئیں تب بھی ''صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے'' کے محاورہ کے مطابق ابھی بھی اُن کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔اگر وہ میری عاجزانہ نصیحت کو قبول کرلیں تو یہ اُنکی دنیا اور آخرت کیلئے نہایت سودمند ہوگا۔

یہ یاد رہے کہ انسانی علم وقت کیساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔یہ بات ہمیں نہیں بھولنی چاہیے کہ نبی بھی انسان ہوتے ہیں اور کوئی نبی نہ پیدائشی عالم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ علیم اور خبیر ہوتا ہے۔نبی کی پیدائش کے بعد اِلٰہی رضا کے مطابق وقت کیساتھ ساتھ اُس کا علم بڑھتا رہتا ہے۔عام انسانوں کے برخلاف اللہ تعالیٰ اَنبیاء کو علم بذریعہ وحی عنایت فرماتا ہے۔وہ اُنہیں حصولِ علم کیلئے دعائیں سکھاتا ہے۔مثلاً ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حصولِ علم کیلئے یہ دُعا سکھائی وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔(سورۃ طٰہٰ۔۱۱۵) اور کہتا رہ کہ اے میرے ربّ! میرے علم میں زیادتی فرما۔اِسی طرح آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کو بھی حصولِ علم کے لیے چند دُعائیں سکھائیں تھیں جن کا خاکسار اپنی کتب اور مضامین میں ذکر کرچُکا ہے۔جب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کسی ولی یا نبی کا علم بدلتا ہے تو پھر علم کے بدلنے سے اُس ولی یا نبی کا عقیدہ بھی بدل جاتا ہے اور ایسی تبدیلیٔ عقیدہ اُسکی شانِ ولایت یا شانِ نبوت پر کوئی حرف نہیں ہوتی۔مثلاً۔۱۸۸۴ء سے ۱۸۹۰ء تک حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کا حیاتِ مسیح ابن مریم کے متعلق وہی عقیدہ رہا ہے جو کہ عامۃ المسلمین کا تھا اور اِس کی براہین احمدیہ سے تصدیق ہوتی ہے۔۱۸۹۰ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اِلہاماً آپؑ پر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کا انکشاف فرمادیا۔وفات مسیح ابن مریم کے الٰہی انکشاف کیساتھ ہی آپکے علم میں تبدیلی آگئی اور اس تبدیلی علم کیساتھ ہی حیات مسیح ابن مریم کے سلسلہ میں آپکا عقیدہ بھی بدل گیا۔

عزیزم۔اب شخصیت تو وہی تھی لیکن الٰہی انکشاف اور علم کی روشنی میں وقت کیساتھ حیات مسیح ناصری کے متعلق آپکا عقیدہ بدل گیا۔اِسی طرح ۱۹۰۱ء سے پہلے حضورؑ اپنی نبوت کے متعلق جو جزوی نبوت یا محدثیت لکھتے رہے تھے تو یہ سب اُس علم کی روشنی میں لکھا گیا تھا جو آپؑ کو

نبوت کے بارے میں ۱۹۰۱ء سے ماقبل حاصل تھا۔لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد الہام اور علم اِلٰہی نے حیات مسیح کی طرح نبوت کے متعلق بھی آپؑ کا عقیدہ بدل دیا۔لہٰذا اِسکے بعد اپنی وفات تک آپؑ نے اپنے آپ کو صاف صاف نبی اور رسول لکھا ہے اور اِسے محدثیت یا جزوی نبوت سے تعبیر نہیں فرمایا۔یہ بھی واضح رہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء سے پہلے وحیٔ نبوت اور وحیٔ رسالت کے متعلق جو لکھا تھا نبوت سے متعلقہ عقیدہ بدلنے کیساتھ ساتھ بعد ازاں آپکے وہ نظریات بھی بدل گئے اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ۔۔۔ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

ہمارے وہ بھائی جو حضرت مرزا غلام احمدؑ کو جزوی نبی یا محض محدث خیال کرتے ہیں میرا اِن سے سوال ہے کہ آپ سب کو علم ہے کہ اِلٰہی اِلہام اور علم کی روشنی میں حضرت مرزا صاحبؑ کا حیات مسیح کا عقیدہ ۱۸۹۰ء کے آخر میں بدل گیا تھا اور یہ آپ سب کیلئے کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے لیکن اِلٰہی الہام اور علم کی روشنی میں ۱۹۰۱ء میں جب نبوت اور وحیٔ نبوت کے متعلق آپکا عقیدہ بدلا تو آپ سب کو اس پر کیوں اعتراض ہے؟ اگر عقیدہ بدلنے سے کسی ملہم من اللہ کی شانِ ولایت یا نبوت پر فرق پڑ سکتا ہوتا تو حیات مسیح کے متعلق آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکی شان اور آپکے مقام و مرتبہ پر ضرور فرق پڑ جاتا۔لیکن جب حیات مسیح کے بارے میں آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکے مقام و مرتبہ پر کوئی فرق نہیں پڑا تو پھر نبوت کے بارے میں آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکے مقام و مرتبہ اور شان نبوت پر فرق کیسے پڑ سکتا ہے؟؟؟

(8)۔۔وحی نبوت اور وحی ولایت کی حقیقت۔۔۔اور پھر یہ بھی واضح رہے کہ کسی ملہم کی وحی والہام میں اللہ تعالیٰ اُسے یہ نہیں فرمایا کرتا کہ تیری یہ وحی نبوت ہے یا کہ وحی ولایت۔کسی ملہم کی وحی والہام کے مقام و مرتبہ کا تعین اُس کی وحی والہام ہی کیا کرتا ہے۔جب کسی ملہم پر نازل ہونیوالی وحی والہام میں اللہ تعالیٰ اُسے نبی اور رسول قرار دیدے تو پھر اُسکی وحی، وحی نبوت ہوا کرتی ہے۔اور اگر کسی ملہم کی وحی والہام میں اللہ تعالیٰ اُسے نبی اور رسول قرار دینے کی بجائے اُسے محدث اور مجدد قرار دے تو پھر اُسکی وحی والہام کو ہم وحی ولایت کہیں گے۔مثلاً اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کی وحی میں آپ ﷺ کو نبی اور رسول قرار دیا ہے تو پھر اسی وجہ سے آپکی وحی والہام (قرآن کریم) وحی نبوت کہلاتی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو جب آپکی وحی والہام میں نبی اور رسول (جن معانی اور جس مفہوم میں بھی بنایا) قرار دیدیا تو پھر آپکی وحی والہام بھی وحی نبوت بن گئی اور اس میں شک کرنا آپکے مومن کا کام نہیں ہے۔

انجمن اشاعت اسلام لاہور اور بعض دیگر ہمارے بھائی جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو غیر نبی اور محدث ثابت کرنے کیلئے آپکے جو حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن میں آپؑ نے نہ صرف اپنی نبوت کا انکار کیا ہے بلکہ مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی بھی قرار دیا ہے۔اِن حوالہ جات کے سلسلہ میں۔۔۔

(اولاً) عرض ہے کہ جب حضورؑ نے یہ الفاظ تحریر فرمائے تھے تو اُس وقت حضورؑ کے پیش نظر مسلمانوں میں بالعموم رائج نبی اور رسول کی یہ تعریف تھی کہ نبی اور رسول وہ ہوتا ہے جو نہ صرف صاحب شریعت ہوتا ہے بلکہ گذشتہ شریعت میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار بھی رکھتا ہے۔اور پھر وہ کسی سابقہ نبی کی پیروی کے بغیر نبوت پاتا ہے۔جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے بنی اسرائیل کے نبیوں کا حال تھا۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔‘‘ (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹، ۱۸۹۹ء)

حضورؑ کے یہ مذکورہ بالا الفاظ اس بات کی بخوبی وضاحت فرما دیتے ہیں کہ آپؑ نے کس قسم کے مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی قرار دیا تھا۔

(ثانیاً) حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت و رسالت کے منکرین کے پیش کردہ حوالہ جات کے سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ اپنی کسی تحریر میں اپنی نبوت سے متعلقہ اِس ظاہری تضاد اور تناقض کے متعلق کچھ رقم فرما کر نہ گئے ہوتے تو بھی ہم احمدیوں پر فرض تھا کہ ہم حضورؑ کی اِن تحریروں کو جو بظاہر متناقض اور متضاد دِکھائی دیتی ہیں قرآن کریم کی روشنی میں پرکھتے کیونکہ قرآن کریم سے بڑھ کر اور کوئی حَکَم نہیں ہے۔ اگر قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اُمت محمدیہ کیلئے نبوت کی بشارت موجود ہوتی تو ہم اِس سے یہ نتیجہ نکال لیتے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جس نبوت کے مدعی ہونے سے اِنکار کیا ہے وہ تشریعی اور مستقل نبوت ہے اور جس نبوت کے وہ مدعی ہیں وہ اُمتی، ظِلی اور بروزی نبوت ہے۔ لیکن حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تو ہمیں اِس قسم کے کسی مخمصے میں چھوڑا ہی نہیں۔ آپؑ اپنے رسالہ ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اِس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱)

نبوت کے سلسلہ میں حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی ایسی وضاحت کے بعد آپکی نبوت و رسالت کے سلسلہ میں کسی سچے اور متقی مومن کیلئے کوئی اِشکال نہیں رہتا لیکن جن کے قلوب اندھے ہو چکے ہوں بجز اللہ تعالیٰ کے فضل کے اُن کا کوئی علاج نہیں ہے۔

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کی تردید کیلئے آپ نے جو حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ اب خاکسار آپکے پیش کردہ حوالہ جات کے حوالہ سے چند گذارشات آپکی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ آپ ازالہ اوہام کا درج ذیل اقتباس پیش کرتے ہیں۔

(۱)۔۔’’اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرائیل اُن پر نازل نہیں ہونگے بلکہ وہ بکلی مسلوب النبوت ہو کر اُمتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جاوے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں۔ یہ

امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کیلئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحات ۴۱۱ تا ۴۱۲)

☆☆☆ عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔ آپکے پیش کردہ اقتباس کے سلسلہ میں جواباً گذارش ہے۔۔۔۔

(اولاً) واضح رہے کہ حضورؑ نے اپنی کتاب ازالہ واوہام ۱۸۹۱ء میں لکھی تھی۔ اور آپؑ نے اپنے مذکورہ اقتباس میں نبوت کے سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ آپؑ نے اُس علم کی روشنی میں لکھا تھا جو اُس وقت آپؑ کو نبوت کے سلسلہ میں حاصل تھا۔ خاکسار پہلے بتا چکا ہے کہ ملہم کے علم کے بدلنے کے بعد اُسکا عقیدہ بھی بدل جایا کرتا ہے اور یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ خاکسار اس ضمن میں حضورؑ کے حیات مسیح ابن مریم کے عقیدے کی مثال پیش کر چکا ہے۔ نبوت کے سلسلہ میں جب حضورؑ کا علم حیات مسیح کے علم کی طرح بدل گیا تو پھر حیات مسیح کی طرح نبوت کے بارے میں آپکا عقیدہ بھی بدل گیا۔ اور یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے کیونکہ۔۔۔ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

(ثانیاً) جب حضورؑ نے اپنی تحریروں میں اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ آپؑ نے کس قسم کی نبوت کا انکار کیا ہے اور کس قسم کی نبوت کے آپ مدعی ہیں تو پھر اسکے بعد آپکے مقام و مرتبہ کے سلسلہ میں آپکی ۱۸۹۱ء کی تحریروں کو حجت نہیں بنایا جا سکتا۔

(ثالثاً) بعض اوقات اللہ تعالیٰ کچھ مصالح اور کچھ مخفی اغراض کیلئے اَنبیاء کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور اس طرح کوئی قول یا فعل سہو یا اجتہادی غلطی کی شکل پر اُن سے صادر کروا دیتا ہے اور وہ حکمت جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ ظاہر فرمایا ہوتا ہے وہ ظاہر ہو جاتی ہے لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ اَنبیاء علیہم السلام کو ایسی غلطی پر قائم نہیں رکھتا بلکہ اپنی وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے اور ملائک کی کامل حفاظت اُسکے اردگرد ہوتی ہے، کے ذریعہ ایسی غلطی کو درمیان سے اُٹھا دیتا ہے۔ نبوت کے سلسلہ میں حضورؑ نے جو کچھ ۱۹۰۱ء سے پہلے لکھا تھا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے مطابق ہی حضورؑ سے لکھوایا تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی متلو میں وفات مسیح کی طرح آپؑ پر نبوت کی حقیقت کھول دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نہ صرف کھلے کھلے طور پر نبی اور رسول قرار دیا بلکہ آپؑ نے بھی حلفاً اپنی نبوت اور رسالت کا اعلان کر دیا جیسا کہ خاکسار اس ضمن میں حضورؑ کے حوالہ جات پہلے ہی درج کر چکا ہے۔ حضورؑ کی وفات کے بعد یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔ ۲۷) کے مطابق نبوت کے سلسلہ میں حضورؑ کی یہ ابتدائی تحریریں ( فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ الحج۔ ۵۴) کے مطابق اُن لوگوں کیلئے سخت آزمائش اور اِبتلاء بن گئیں جنکے دلوں میں بیماری تھی اور جنکے دل سخت ہو چکے تھے۔

(رابعاً) حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں یہ الفاظ حیات مسیح کے عقیدے کی نفی اور کسی فوت شدہ سابقہ نبی کی دوبارہ بعثت کی تردید کیلئے رقم فرمائے تھے اور حضورؑ کی رحلت کے بعد آپکے یہی الفاظ اللہ تعالیٰ نے آپکے اُن مومنوں کیلئے اِبتلاء بنا دیئے ہیں جن کے دلوں میں بیماری تھی۔

اگر اُمت محمدیہ میں نبوی انعام کا سلسلہ جاری وساری ہے تو پھر حضورؑ کے مذکورہ الفاظ سوائے اِبتلاء کے اور کچھ معنی نہیں رکھتے۔

آگے آپ حضورؑ کا ایک اور حوالہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۲)۔۔''یہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے۔اور وحیٔ نبوت شروع ہوجائے۔''(ایّام الصلح۔روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۹)

☆☆☆ جواباً گذارش ہے کہ خاکسار آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے اور وحی نبوت کی حقیقت کے سلسلہ میں کافی کچھ بتا چکا ہے۔یہاں دوبارہ اسکی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔لہٰذا بایں وجہ آنحضرت ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا اور آپکی وحی نبوت کی دلیل کسی اُمتی نبی کی بعثت کے سلسلہ میں کوئی روکاوٹ نہیں ہوسکتی۔آگے آپ حضورؑ کا ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں۔

(۳)۔۔''جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اسقدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔یہ کامیابی اور اسقدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے۔اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کیساتھ اُنکا تعلق پیدا کر دیا۔۔۔اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہوگئے۔''(لیکچر سیالکوٹ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحات ۲۰۶۔۲۰۷)

☆☆☆ عزیزم محترم۔حضورؑ نے آنحضرت ﷺ کے حوالہ سے یہ جو فرمایا ہے کہ۔۔۔''ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا''۔۔اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر تشریعی نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔آپ ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت یعنی حقیقی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔اور جہاں تک آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ملنے والی اُمتی نبوت کا تعلق ہے۔تو وہ تا قیامت جاری وساری رہے گی اور اس میں کوئی رخنہ پیدا نہیں ہوسکتا۔

آپ کا اگلا حوالہ اس طرح ہے۔

(۴)۔۔''اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ہاں میں اس طرح سے نبی اور رسول ہوں

جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اِسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔میرا نفس درمیان نہیں ہے۔بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوا۔پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔علیہ الصلوٰۃ والسلام۔''(ایک غلطی کا ازالہ۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۶)

☆☆☆ عزیزم محترم۔خاکسار گذشتہ صفحات میں کافی وضاحت کر چکا ہے کہ حضورؑ کس قسم کی نبوت کا دعویٰ رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اُمت محمدیہ کو جس قسم کی نبوت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔اس قسم کی نبوت یعنی اُمتی ،ظلی اور بروزی نبوت کا آپؑ دعویٰ رکھتے تھے۔مذکورہ حوالہ میں اسی قسم کی نبوت کا اقرار فرمایا ہے۔اور نبوت کی دوسری اقسام یعنی حقیقی نبوت (تشریعی نبوت) اور مستقل نبوت (جو کسی کی پیروی کے بغیر آزادانہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ملنے والی نبوت ہے۔مثلاً حضرت زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کی نبوتیں وغیرہ) کا آپؑ نے انکار فرمایا ہے۔

(۵)۔''والنبوۃ قد انقطعت بعد نبیّنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔بیدانی سُمیّتُ نبیًّا علیٰ لسان خیر البریۃ۔۔۔وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علیٰ من اراد فوق ذٰالک او حسب نفسہ شیئًا۔۔۔وانّ رسُولنا خاتم النبیین علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حقّ احدٍ اَنْ یدعیّ النبوّۃ بعد رسُولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المستقلۃ۔ومابقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ۔وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ۔ووا للہ ما حصل لی ھٰذا المقام الا من انوار اتباع الا شعّۃ المصطفویّۃ۔وسُمِیّتُ نبیّا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔''(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۸۸۔۶۸۹)

☆☆☆ عزیزم محترم۔مختصراً گذارش کرتا ہوں کہ حقیقۃ الوحی کے مذکورہ اقتباس میں بھی حضورؑ نے تشریعی یعنی حقیقی اور مستقل نبوت کا دعویٰ کرنیوالے پر لعنت بھیجی ہے۔ورنہ جس اُمتی نبوت کا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اُمت محمدیہ سے وعدہ فرماتا ہے۔اس اُمتی ،بروزی اور ظلی نبوت کا حضورؑ نے کبھی انکار نہیں کیا ہے۔

(۶)۔''بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آیا ہے،وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔''(سراج منیر۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۵)

☆☆☆ عزیزم۔جیسا کہ خاکسار پہلے بتا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت یعنی تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔پہلے زمانوں میں مستقل نبی ہوا کرتے تھے۔مثلاً حضرت زکریا اور یحییٰ علیہم السلام وغیرہ۔اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کی مستقل

نبوت کا دروازہ بھی بند ہو چکا ہے۔آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد اب صرف اُمتی، غلام، ظلی اور بروزی نبوت کا دروازہ ہی کھلا ہے۔ اور یہ نبوت صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی غلامی اور آپ کی پیروی اور آپکے پاک اور مقدس وجود میں فنا ہو کر ملتی ہے۔اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو یہ بخشتا ہے تو بھی یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے نہ کہ ہمارا کوئی استحقاق۔

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔آپ اپنے مضمون کے صفحہ ۲ کے آخر پر لکھتے ہیں۔۔

"There are numerous other proofs, which are not reproduced here for the sake of brevity."

'' اور بھی بہت سارے ثبوت ہیں جو کہ اختصار کی خاطر یہاں درج نہیں کیے جا رہے''

الجواب۔۔۔عزیزم محترم۔اگر ختم نبوت یا انقطاع نبوت کے سلسلہ میں کچھ اور ثبوت بھی آپکے پاس ہیں تو آپ وہ ثبوت مجھے بھیجیں تا کہ میں کسی وقت اُس کا جواب لکھ کر بھی آپ کی طرف بھیج سکوں۔

☆☆☆☆☆☆

## (۲)۔۔۔اِسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ کی پیشگوئی ؟؟؟

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔آپکا دوسرا سوال اس طرح ہے۔

(2)The belief that he was 'Ahmad' spoken of in the prophecy of Jesus as reffered to in the Holy Quran in Al-Saff 61:7;

سوال نمبر ۲۔۔۔''آپ (حضرت مسیح موعودؑ) ہی آیت اِسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (الصّف:۷) کے مصداق ہیں؟؟''

الجواب۔۔۔عزیزم محترم۔آپکے سوال کے سلسلہ میں جواباً گذارش ہے کہ اگر کوئی کہتا ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ الصّف کی آیت نمبر ۷ میں وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ کی پیشگوئی کے حضرت مرزا غلام احمدؑ (امام مہدی و مسیح موعود) ہی مصداق ہیں تو یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے۔واضح رہے کہ مذکورہ پیشگوئی کی اصلاً اور اولاً مصداق آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکت ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے ظل کے طور پر حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ بھی اِس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔حضرت بانئے جماعتؑ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

''حضرت رسول کریم ﷺ کا نام احمد ﷺ وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح علیہ السلام نے کیا۔يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ۔مِنۡۢ بَعۡدِى کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلافصل آئے گا یعنی میرے اور اُسکے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' (الحکم جلد ۵ صفحہ ۴ مورخہ ۳۱/جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱)

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے دو ناموں یعنی محمد اور احمد کا ذکر ملتا ہے۔(ال عمران۔۱۴۵۔التوبہ۔۱۲۸۔ محمد۔ ۳۔الفتح۔۳۰) میں چار دفعہ محمد کا ذکر ہے اور ایک دفعہ سورۃ الصّف کی آیت نمبر ۷ میں بطور احمد ملتا ہے۔آنحضرت ﷺ کے محمد نام میں جلالی رنگ پایا جاتا ہے جبکہ احمد نام میں جمالی شان کی طرف اشارہ ہے۔جیسا کہ حضور علیہ السلام تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں۔

’’غرض آنحضرت ﷺ کے بعث اوّل کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلّی تھا۔یعنی یہ بعث اوّل جلالی نشان ظاہر کرنے کیلئے تھا۔مگر بعث دوم جس کی طرف آیت کریمہ وَّآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلّی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے۔جیسا کہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ أَحْمَدُ اسی کی طرف اشارہ کررہی ہے اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہوکر اپنی جمالی تجلّی ظاہر فرمائے گا۔یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی۔یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں۔اور اس پر نادان مولولوں نے جیسا کہ اُنکی ہمیشہ سے عادت ہے شور مچایا تھا۔حالانکہ اگر اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیروزبر ہوجاتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذ باللہ کفر تک نوبت پہنچاتی ہے ۔لہٰذا جیسا کہ مومن کیلئے دوسرے ارکان الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں(۱)ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ أَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (۲) دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ أَحْمَدُ ۔‘‘(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحات ۲۵۳ تا ۲۵۴)

عزیزم محترم۔آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی میں بلاشبہ جمالی رنگ پایا جاتا تھا کیونکہ آپ ﷺ ہر قسم کی تکالیف جھیل کر بھی مخالفین کیلئے دعائیں کرتے رہے تھے بلکہ اُنکے دکھوں اور اُنکے مصائب میں بھی اُنکے کام آتے رہے تھے۔اپنے بدترین دشمنوں کیلئے محبت اور پیار کا یہ طرز عمل آپکی جمالی شان کا بھرپور مظاہرہ تھا۔ابوجہل اور اس قبیل کے آپکے دشمنوں پر جب آپکی محبت اور رافت کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور اُنکے مظالم کی شدت بڑھتی گئی تو پھر آپ ﷺ حکم خداوندی کے مطابق ہجرت کرکے مدینہ چلے گئے۔مدینہ میں آنحضرت ﷺ کی دس سالہ زندگی میں آپکے جلال کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔اِن دس سالوں میں آپ ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں اور ظالموں کو نہ صرف تہ تیغ کیا بلکہ بڑی جلالی شان کیساتھ مکہ کو فتح کرکے اللہ کے گھر کو بتوں سے صاف کیا تھا۔آنحضرت ﷺ کی مدنی جلالی شان کے سلسلہ میں حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں۔۔۔’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ أَشِدَّآءُ میں حضرت رسول کریم ﷺ کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ ہے جب بہت سے مومنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کیساتھ جنگ کیے۔‘‘(الحکم جلد ۵ صفحہ ۴ مورخہ ۳۱/جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱)

جاننا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد اپنی اُمت کو ایک تجدیدی سلسلہ کی بشارت بخشی تھی۔اِس بشارت کے مطابق دوران صدی جو بھی بدعتیں، برائیاں اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی تھیں اُنکی اصلاح اور تجدید کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہر صدی کے سر پر اپنے کسی بندے کو مبعوث فرمانا تھا۔ہر مجدد آنحضرت ﷺ کی ظلیت اور آپ ﷺ سے روشنی پاکر ہی تجدید اور اصلاح کا کام سرانجام دیتا رہا ہے۔لیکن آنحضور

ﷺ نے اس تجدیدی سلسلہ میں بطور خاص دو وجودوں کی نہ صرف بشارت اور وعدہ دیا تھا بلکہ اُنکے روحانی مقام و مرتبہ کا بھی تعین فرما دیا تھا۔

جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔۔۔''عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا قَالَ لَنْ تَھْلُكَ اُمَّة'' اَنَا فِیْ اَوَّلِھَا وَعِیْسیٰ بْنُ مَرْیَمَ فِیْ اٰخِرِھَا وَالْمِھْدِیُّ وَسَطِھَا۔'' (کنزالعمال ۲ / ۱۸۷ ۔ جامع الصغیر ۲ / ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲)

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

سورۃ الجمعہ کی آیت کریمہ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آخرین میں بھی آنحضرت ﷺ نے مبعوث ہونا تھا۔اور یہ بھی عیاں ہے کہ اُمت محمدیہ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ آپ ہی کے بشارت دیئے گئے اور وجودوں یعنی امام مہدی و مسیح عیسیٰ ابن مریم میں ہونا تھی۔جیسا کہ خاکسار پہلے عرض کر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں آپکے دونوں ناموں یعنی محمد اور احمد کی بدولت آپکی مکی اور مدنی زندگیوں میں جمالی اور جلالی شانوں کا بھرپور مظاہرہ ہوا تھا۔اسی طرح یوں مقدر تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپکے ظل کے طور پر آپکے دونوں غلاموں (امام مہدی و مسیح موعود اور مسیح عیسیٰ ابن مریم) کے زمانوں میں بھی آپکی جمالی اور جلالی شانوں کا مظاہرہ ہونے والا تھا۔اور ہم اس سے آگاہ ہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر آپکے موعود غلام یعنی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے ذریعے آنحضرت ﷺ کی جمالی شان کا بخوبی مظاہرہ ہو چکا ہے۔اسی حقیقت کا اظہار کسی شاعر نے اس طرح کیا ہے۔ ؎

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں　　اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل　　غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

اُمت محمدیہ میں پندرھویں صدی کے سر پر آنحضرت ﷺ کی برکت اور محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں آپکے موعود زکی غلام مسیح الزماں (جو آنحضرت ﷺ کی ظلیت میں ہی مبعوث ہوگا) کے وجود میں بھی اِنشاءاللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی جلالی شان کا بھرپور مظاہرہ ہونا ہے۔اور اسکی وجوہات کے سلسلہ میں (اولاً) گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ محمدی مریم کے موعود زکی غلام مسیح الزماں کے متعلق اپنے الہامی کلام میں فرماتا ہے۔۔۔''جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔''

(ثانیاً) حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۶) پر فرماتے ہیں۔

''یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہوگا۔پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہوجائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے۔تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہوکر اُس زمانہ کا خاتمہ ہوجائے گا تب آخر ہوگا اور

دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔''

(ثالثاً) خاکسار کے ایک پیروکار عزیزم محمد عامر صاحب اس عاجز کے متعلق اپنا ایک خواب اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''مورخہ ۲۵ رفروری ۲۰۱۲ء۔رات کو سونے سے پہلے اس عاجز نے کثرت کیساتھ درود شریف پڑھا اور حضرت اقدس مہدی و مسیح موعودؑ کی دعائیں پڑھ کر خاکسار سو گیا۔خواب میں میں نے دیکھا کہ جناب حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ بڑے جاہ و جلال کیساتھ کھڑے ہیں اور آپکی پیشانی مبارک بہت چمک رہی ہے۔نوجوانی کی عمر میں یعنی نوجوان ہیں۔اور چھوٹی چھوٹی داڑھی مبارک ہے اور کالی ہے۔ مجھے ملتے ہیں۔میں السلام علیکم کہتا ہوں۔اچانک حضور ﷺ کی تصویر حضرت عبدالغفار جنبہ علیہ السلام کی تصویر بن جاتی ہے۔حضور ﷺ نے ٹوپی جناح کیپ پہنی ہوئی تھی۔جو حضرت عبدالغفار جنبہ صاحب پہنتے ہیں۔میں حضرت عبدالغفار جنبہؑ سے کافی باتیں کرتا ہوں۔نبی کریم ﷺ کا پورا جسم تبدیل ہو کر عبدالغفار جنبہؑ بن جاتا ہے۔چاروں طرف روشنی ہی روشنی ہوتی ہے۔مجھے اسی حالت میں بیداری ہوئی۔صبح میں نے یہ خواب نوٹ کر لی۔''

آخر میں آپکے سوال کے سلسلہ میں ایک بار پھر گذارش کرتا ہوں کہ سورۃ الصّف کی آیت نمبر ۷ میں وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ کے اصلاً اور اولاً آنحضرت ﷺ ہی مصداق ہیں لیکن آنحضرت ﷺ کی ظلیت میں پھر اولاً حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ اور پھر آپکی غلامی میں آپکا موعود زکی غلام بھی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔اور اسکی تفصیل خاکسار پہلے بیان کر چکا ہے۔

## (۳)۔۔۔حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے منکر کی حیثیت آپکے فتویٰ کے مطابق ؟؟؟

آپ کا اگلا اور آخری سوال اس طرح ہے۔

(3)The belief that all those so-called Muslims who have not entered into his *Bai'at* formally, wherever they may be, are *kuffar* and outside the pale of Islam, even though they may not have heard the name of the Promised Messiah."

سوال نمبر ۳۔۔۔''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ اُنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟؟''

الجواب۔۔۔اس سوال کے ضمن میں جواباً گذارش ہے کہ خاکسار کا مذکورہ بیان سے ہرگز اتفاق نہیں ہے۔اس سلسلہ میں جو حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ نے بذات خود فرمایا ہے وہی حق اور وہی درست ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں۔

(۱)''اِبتداء ہی سے میرا یہ مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے اِنکار سے کوئی شخص کافر یا دَجّال نہیں ہوسکتا۔ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق و صواب سے دور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے اِنکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔میں بلا شبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے۔لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا

لیوے۔‘‘(تریاق القلوب ۱۹۰۰ء۔روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۲ تا ۴۳۳)

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ نے اپنا یہ عقیدہ ۱۹۰۰ء میں ظاہر فرمایا تھا کہ میرے دعویٰ کے اِنکار سے کوئی شخص کافر یا دَجّال نہیں ہوسکتا اور اپنے اِن الفاظ کے چند سطروں کے بعد آپؑ نے فرما دیا تھا کہ ’’جو شخص میری تکفیر کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے وہ اِس تکفیر یا تکذیب کے باعث خود کافر ہوجاتا ہے‘‘ جیسا کہ مذکورہ بالا آپکے الفاظ سے یہ ثابت ہے۔ یہاں پر بعض لوگ سوال اُٹھاتے ہیں کہ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو نعوذ باللہ کاذب نہیں کہا ہے لیکن ساتھ ہی آپکے دعویٰ پر ایمان بھی نہیں لائے ہیں تو وہ کافر کیسے ہوسکتے ہیں؟؟ یاد رہے کہ جو شخص حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ پر ایمان نہیں لایا تو اُسکے ایمان نہ لانے کی وجہ کیا تھی؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ اُسکے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ آپ کو نعوذ باللہ کاذب یعنی مفتری علی اللہ سمجھتا تھا وگرنہ کوئی بھی متقی اِنسان ایک صادق کا اِنکار کرکے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مُول نہیں لے سکتا۔ اور اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے شخص نے آپؑ پر ایمان نہ لاکر ایک دوسرے رنگ میں آپ کی تکذیب کی ہے۔ اور تریاق القلوب میں بھی آپؑ نے یہی فرمایا تھا کہ میں اپنے دعویٰ کے اِنکار کرنے والے کو کافر نہیں کہتا لیکن اگر کوئی میری تکذیب کرکے خود ہی کافر بن جاتا ہے تو اِس میں میرا کیا قصور ہے؟ ۱۹۰۷ء میں کسی منشی برہان الحق صاحب نے اپنے خط میں بڑے انکسار کیساتھ مخالفین کے چند اعتراضوں کے جواب کیلئے درخواست کی تھی۔ اِن اعتراضوں میں سے چھٹا اعتراض کچھ اس طرح تھا۔ سوال کنندہ لکھتا ہے۔

’’حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپکی تکفیر کرکے کافر بن جائیں صرف آپکے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہوجاتا ہے۔‘‘(حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷)

حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

’’یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے اِنسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اِسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر اِفتراء کرنیوالا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبًا او کذب بآیاتہٖ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر اِفتراء کرنیوالا۔ دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنیوالا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر اِفتراء کیا ہے۔ اِس صورت میں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بِلا شبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود ہوگا۔‘‘(ایضاً۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ

(۱۶۷تا۱۶۸)

بہرحال حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کو نہ ماننے والوں کے سلسلہ میں جو حضورؑ نے فرمایا ہے وہی حق اور درست ہے اور ہم سب کو چاہیے کہ اس ضمن میں ہم صرف اور صرف حضورؑ کے فتویٰ کی ہی پیروی کریں۔

اختتامیہ۔۔۔عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔خاکسار نے مورخہ ۱۵؍مئی ۲۰۱۳ء کو اپنے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں کے سلسلہ میں ایک مفصل خط آپ کو لکھا تھا۔آپ میرے اس مفصل خط کا جواب لکھتے ہوئے اپنے مورخہ ۳۰؍جون ۲۰۱۳ء کے خط میں خاکسار کو لکھتے ہیں۔

Dear Abdul Ghaffar Janba Sahib,

Assalamu Alaikum wr.wb.

Jazakallah for your long letter sent to me. Please note that I am not your opponent.I fully agree with your claim that none of the children of Masih Mauood(as) was not Muslih Mauood.But I have many differences with you, mainly in the Prophethood of Masih Mauood(as) which are detailed in the attached book.But still I pray for you. If you are truthful in your claims, may Allah make you victorious.

Wassalam

Abdul Rahman

عزیزم محترم عبدالرحمن افضل صاحب۔خاکسار کے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں کے سلسلہ میں آپکے ۳۰؍جون ۲۰۱۳ء کے جوابی خط کے مطابق چند دیگر اختلافات کے علاوہ اِس عاجز کیساتھ آپکا بڑا اختلاف حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں ہے۔آپ نے ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحبؑ کے غیر نبی ہونے کے ثبوت میں حضورؑ کے جو حوالہ جات پیش کیے ہیں۔میں نے اپنے اس مضمون میں آپکے پیش کردہ حضورؑ کے حوالہ جات کی حقیقت پر نہ صرف روشنی ڈالی ہے بلکہ قرآن کریم اور حضورؑ کے الہامات کیساتھ یہ بھی قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ۔۔

(۱) اُمت محمدیہ میں نبوت کا مطلق خاتمہ نہیں ہوا بلکہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اُمتی نبوت کا یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری ہے۔

(۲) حضرت مرزا صاحبؑ غیر نبی اور محدث ہونے کی بجائے مکمل طور پر ایک (full-fledged) اُمتی نبی تھے۔اور یہ بھی واضح رہے کہ آپؑ کو نبی اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا۔جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نبی بنا دے تو ساری دنیا مل کر بھی اُسے نبوت سے محروم نہیں کر سکتی۔اور جسے اللہ تعالیٰ نبی یا مصلح موعود نہ بنائے تو اُسے ساری دنیا مل کر بھی نبی یا مصلح موعود نہیں بنا سکتی۔

عزیزم محترم۔خاکسار نے اپنے اِس مضمون میں آپکی خواہش کے مطابق آپکے تینوں سوالوں کا جواب لکھا ہے۔میں اُمید کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام و مرتبہ کے سلسلہ میں آپکی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔اگر خاکسار کے اس مضمون کے بعد بھی آپکی غلط فہمیاں دور نہ ہوئیں اور آپکے ایمان اور یقین کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ صرف ایک مجدد اور محدث ہی تھے۔تو پھر اگر حضرت مرزا

صاحبؑ کے مقام ومرتبہ کے بارے میں آپکا یہ عقیدہ درست ہے تو وہ سارے احمدی (جن میں خاکسار بھی شامل ہے) جو حضورؐ کو اُمتی نبی مانتے ہیں۔تو پھر آپکے ایمان کے مطابق بشمول خاکسار وہ سارے احمدی سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔اگر آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں اور آپکے خیال میں ایسا ہی ہے تو پھر اب آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اُمت محمدیہ میں نبوت کی حقیقت اور حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام و مرتبہ کے سلسلہ میں پیش کیے گئے میرے دلائل کو جھٹلا کر اُمت محمدیہ میں ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحبؑ کے ایک غیر نبی یا صرف محدث ہونے کے قطعی دلائل پیش کر کے آپ صراطِ مستقیم کی طرف میری ہدایت کا ضرور بندوبست کریں گے۔اگر آپ نے خاکسار کے دلائل کو جھٹلا کر مخالف دلائل کیساتھ میری ہدایت کا سامان فراہم کر دیا تو میں حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام ومرتبہ کے سلسلہ میں اپنے مؤقف پر نظر ثانی کرنے کیلئے تیار ہوں۔میں اُمید کروں گا کہ آپ اپنی اس ذمہ داری سے پہلو تہی نہیں کریں گے اور یہ بھی واضح رہے کہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت فراہم کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔نیک تمناؤں کیساتھ اجازت چاہتا ہوں۔۔۔خیر اندیش

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔کیل، جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۰ رمئی ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆☆☆☆